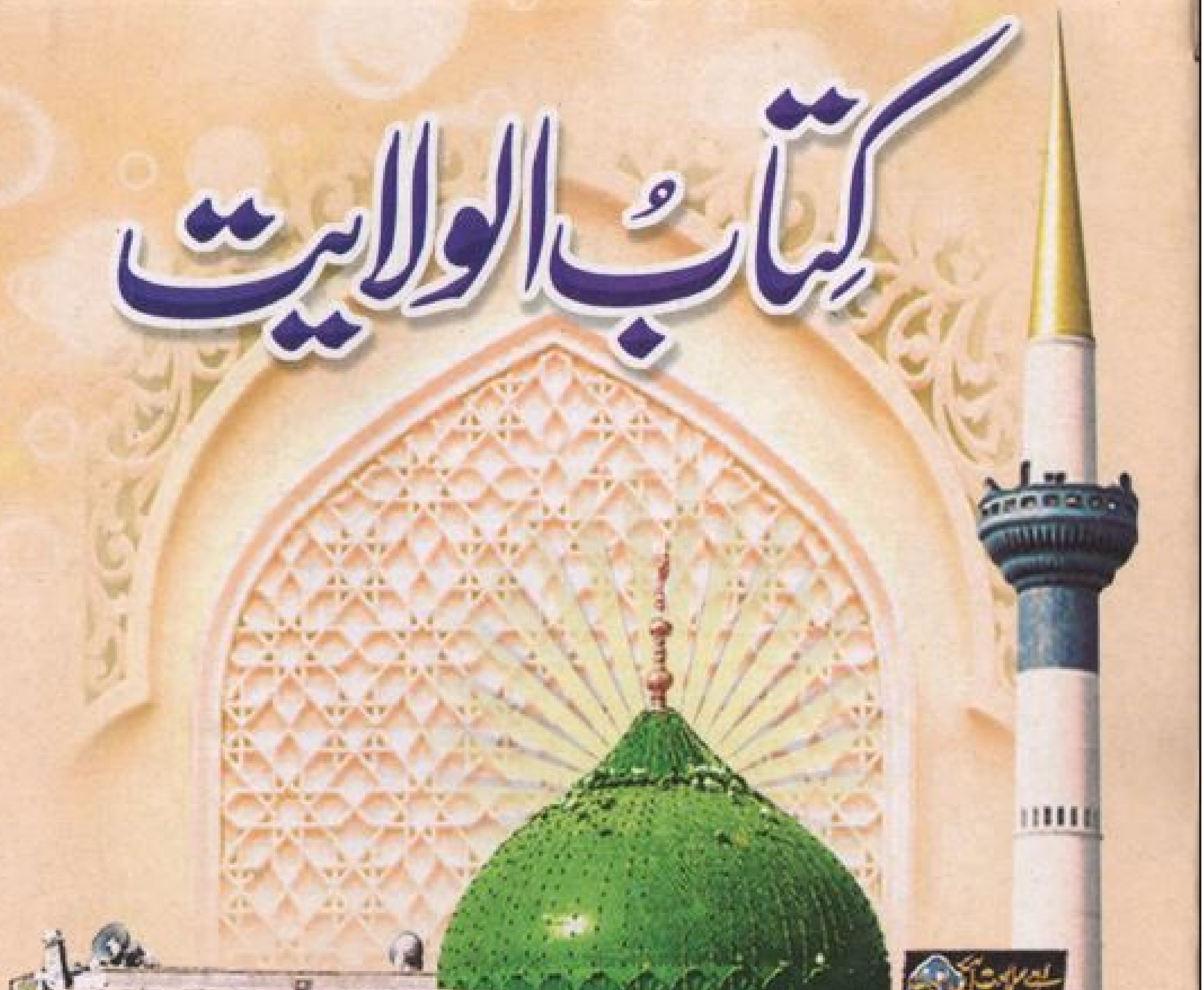
إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا

اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول اور اولیاء تمہارے مددگار، کارساز ہیں۔ (المائدہ آیت 55)

کتابُ الولایت



امام المناظرین مفسر قرآن

حضرت علامہ مولانا صوفی محمد اللہ دتا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ادارۂ اشاعت العلوم

اولیاء باذنِ اللہ مشکل کشا ہیں؟

کتاب الولایت

امام المناظرین مفسر قرآن
حضرت علامہ مولانا صوفی محمد اللہ دتا رحمۃ اللہ علیہ
نقشبندی، قادری، مجددی

ادارہ اشاعت العلوم
جامع مسجد حنفیہ وسن پورہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہ

وَ عَلٰی اٰلِکَ وَ اَصۡحَابِکَ یَا حَبِیۡبَ اللّٰہ

نام کتاب:	کتاب الولایت
مصنف:	امام المناظرین مفسرِ قرآن حضرت علامہ مولانا صوفی محمد اللہ دِتا نقشبندی، قادری مجددی
مزید تحقیق:	جانشین امام المناظرین صاحبزادہ مولانا محمد عمر صاحب
اشاعتِ اوّل تا چہارم	۷۰۰۰
اشاعت پنجم	۲۰۰۰
اشاعت ششم	۳۰۰۰
تاریخ اشاعت:	جمعۃ المبارک ۷ جمادی الاول ۱۴۳۳ھ/ ۳۰ اپریل ۲۰۱۲ء
کمپوزنگ:	ایمان گرافکس، لاہور
ناشر:	ادارہ اشاعت العلوم وسن پورہ، لاہور
ہدیہ:	۳۰ روپے

ادارہ اشاعت العلوم

جامع مسجد صوفی صاحب والی وسن پورہ، لاہور

پیش لفظ

کچھ عرصہ ہوا کہ ایک دستی اشتہار جس کا عنوان ''کیا خدا کے سوا غیر اللہ مشکل حل کرنے پر قادر ہے۔'' پاکستان میں شائع ہوا جس کا شائع کرنے والا کوئی غیر معروف شیخ نور محمد نامی شخص محلہ وزیر آباد گلی نمبر ۳ مکان نمبر ۱۰۰۴ ملتان شہر ہے۔ اس وقت بھی جواب کے لیے یہ اشتہار بندہ کو بھیجا گیا۔ بندہ نے دو وجہ سے اسے کوئی اہمیت نہ دی کہ یہ ایک، اشتہار سراسر جہالت پر مبنی ہے۔ دوسرا شائع کرنے والا ایک عام اور غیر معروف انسان ہے۔ کسی مذہب کا ذمہ دار عالم نہیں۔ پھر اسی دستی اشتہار کو اسلام آباد سے شائع کیا گیا جس پر شائع کرنے والی تنظیم کا پتہ یوں تحریر ہے:

''مرکزی تنظیم حزب اللہ جامع مسجد اہل حدیث اسلام آباد''

یہ بھی بندہ کو بھیجا گیا چونکہ دوسری مرتبہ کی اشاعت ایک ذمہ دار تنظیم کی طرف سے تھی۔ بندہ نے جواب لکھنے کا ارادہ کیا لیکن اپنی علالت کی وجہ سے اپنے ارادہ کو عملی جامہ پہنانے میں ناکام رہا۔ اب تیسری مرتبہ یہ ہی اشتہار لاہور کے ایک ادارہ سے شائع کیا گیا۔ چونکہ اشتہار عوام کے اضطراب کا سبب ہے لہٰذا اس کا دفاع ضروری سمجھا گیا۔

محمد اللہ دتا

وسن پورہ، لاہور

۲۷ ذیقعد ۱۴۰۰ھ/ ۱۸ اکتوبر ۱۹۸۰ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
وَ عَلٰی آلِہٖ وَ اَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ۔

اشتہار کا مضمون

کیا خدا کے سوا اور مشکل حل کرنے پر قادر ہے؟

سوال کی دس شکلیں

۱- اگر اللہ کے سوا کوئی اور ہستی مشکل حل کر سکتی ہے تو بتائے کہ سائل اور مشکل کشا کے درمیان ہزاروں میل کی دُوری پر وہ زندگی میں یا زندگی کے بعد قبر میں آواز سن سکتا ہے؟

۲- بالفرض یہ ثابت ہو جائے کہ وہ اتنے فاصلوں پر آواز سُن سکتا ہے تو پھر یہ سُوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا وہ دنیا کی ہر زبان سے واقف ہے یا نہیں؟

۳- اگر یہ بات ثابت کر دی جائے کہ وہ ہستی ہر زبان سے واقف ہے تو پھر سوال پیدا ہوگا کہ ایک لمحہ میں سینکڑوں یا ہزاروں لوگ اپنی مشکل اس کے سامنے پیش کریں تو کیا وہ ان سب کی مشکلات اسی لمحہ سن اور سمجھ لے گا یا اس کے لیے قطار بنانے کی ضرورت پیش آئے گی۔

۴- کیا اس ہستی کو کبھی نیند بھی آتی ہے یا وہ ہمیشہ جاگتا رہتا ہے اگر کبھی نیند آتی

ہے تو پھر ہمارے پاس ایک لسٹ ہونی چاہیے کہ کب اس کو نیند آتی ہے اور کب وہ جاگ رہا ہوتا ہے تا کہ ہم اپنی مشکل صرف اسی وقت پیش کریں جب کہ وہ سو رہا ہو یا وہ نیند میں بھی سنتا ہے؟

۵- ایک شخص بولنے سے قاصر ہے وہ ایسی مشکل میں مبتلا ہے کہ اس کا گلا بند ہو چکا ہے اگر وہ دل میں اپنی مشکل پیش کرے تو کیا وہ اس کی دلی فریاد بھی سن لے گا؟

۶- انسان کو پیدائش سے لے کر موت تک چھوٹی بڑی تمام مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ اگر وہ تمام مشکلات اللہ تعالیٰ حل کر سکتا ہے تو پھر غیر کی طرف رجوع کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اور اگر غیر ان تمام مشکلات کو حل کرنے پر قادر ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی کیا حاجت؟

۷- اگر غیر اللہ مشکل کشا، تمام مشکلات حل کرنے پر قادر نہیں، تو ہو سکتا ہے کہ کچھ مشکلات حل کرنے کا بیڑہ خدا نے اٹھایا ہو اور کچھ مشکلات حل کرنے کے اختیارات کسی غیر کو دے رکھے ہوں۔ ایسی صورت میں تو ہمارے پاس یہ فہرست ہونی چاہیے کہ کون سی مشکلات خدا تعالیٰ حل کرنے پر قادر ہے اور کون کون سی مشکلات غیر حل کر سکتا ہے تا کہ سائل اپنی مشکل اسی کے سامنے پیش کر سکے جو اس کو حل کرنے پر قادر ہو؟

۸- کیا خدا کے سوا جو ہستی مشکل سے نکال سکتی ہے وہ مشکل میں ڈال بھی سکتی ہے یا اس کی ڈیوٹی صرف حل کرنے پر ہے؟ اگر وہ مشکل حل کر سکتی ہے تو پھر ڈالنے والا کون ہے؟

۹- بالآخر نتیجہ یہ نکلے گا کہ خدا تعالیٰ مشکل ڈالنے والا ہے اور غیر اللہ مشکل حل کرنے والا، بالفرض ایک ہستی مشکل ڈالنے پر مصر ہو اور دوسری مشکل حل

کرنے پر تو دونوں میں سے کون سی ہستی اپنا فیصلہ واپس لے گی؟

۱۰- کسی بھی برگزیدہ یا گنہگار ہستی کا جنازہ پڑھنا ہو تو اس کی بخشش کے لیے اللہ کو آواز دی جائے یا کسی مشکل کشا کو؟

یہ ہے سوال کی مکمل عبارت جو ہم نے لفظ بلفظ نقل کی ہے۔ پیشتر اس کے کہ ہم ان کا تفصیلی جواب لکھیں۔ دو باتیں ذہن نشین کرانا ضروری ہے۔

اولاً: دوست، مددگار، کارساز، فریادرس، مشکل کشا۔ یہ الفاظ اگرچہ علیحدہ علیحدہ ہیں لیکن مفہوم اور مَدلُول [۱] ان سب کا ایک ہی ہے۔ یعنی بیچارگی کی حالت میں کسی کی چارہ گری کرنا۔ اس مفہوم کے لیے قرآن مجید میں لفظ ولی استعمال ہوا ہے جو کہ مذکورہ بالا تمام الفاظ کو شامل ہے۔

شاہ عبدالقادر محدث دہلوی نے

لَهُمْ دَارُ السَّلَامِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ.

کا یوں ترجمہ کیا ہے:

''اللہ تعالیٰ یاری کرنے والا اور کارساز اور مددگار ان کا ہے۔''

ثانیاً: اللہ تعالیٰ کی تمام صفات بالاصالت [۲] ہیں۔ مخلوق کے کسی بھی فرد میں کوئی صفت بالاصالت ماننا شرک ہے۔ البتہ بعض اوصاف خداوندی ایسے ہیں جو کہ اس کے مقبول و محبوب بندوں کو بالنیابت (نائب کی حیثیت سے) حاصل ہوتے ہیں۔

اب ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ ایمانداروں کا ولی یعنی دوست، مددگار، کارساز ہونا خاصہ خداوندی ہے یا اس میں نیابت جاری ہے۔ قرآن مجید اور

(۱) اہل منطق کی اصلاح میں معنی کو کہتے ہیں۔ ۱۲

(۲) اصلاً۔

احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ دوستی، مددگاری، کارسازی، بالاصالت تو اللہ تعالیٰ ہی کا خاصہ ہے البتہ از روئے نیابت رسولِ اکرم ﷺ اور آپ کے کامل متبعین بھی اسی صفت سے متصف ہیں۔

ثالثاً: بعض لوگ ہر بات میں اہلِ سنت کو یہ کہتے ہیں کہ یہ بات قرآن مجید میں دکھاؤ یا حدیث شریف میں دکھاؤ۔ یہ ان لوگوں کی جہالت ہے کسی معاملے کو حل کرنے کی صرف یہ دو ہی راہیں نہیں بلکہ ایک تیسری راہ بھی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَنْ عَرَضَ لَهُ قَضَآءٌ بَعْدَ الْيَوْمِ فَلْيَقْضِ فِيْهِ بِمَا فِيْ كِتَابِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ. فَإِنْ جَآءَهُ مَا لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللهِ فَلْيَقْضِ بِمَا قَضٰى بِهٖ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَإِنْ جَآءَهُ مَا لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللهِ وَلَمْ يَقْضِ بِهٖ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَقْضِ بِمَا قَضٰى بِهِ الصَّالِحُوْنَ۔ (۱)

ترجمہ: ''آج سے لے کر قیامت تک اگر کسی کو کسی معاملے کا فیصلہ درپیش ہو تو وہ قرآن مجید کے مطابق اس معاملے کا فیصلہ کرے اگر قرآن مجید میں اس کا فیصلہ نہ پائے تو رسول اللہ ﷺ کے

(۱) دارمی شریف جز اول صفحہ ۵۴ مطبوعہ قاہرہ

ھذا الحدیث حدیث جید نسائی شریف جز ثانی صفحہ ۲۶۴ (وقال ابو عبدالرحمن) اور اس کی مثل عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ عن شریح انه كتب الى عمر يساله فكتب اليه ان اقض بما فی كتاب الله فان لم يكن فی كتاب الله فبسنة رسول الله فان لم يكن فی كتاب الله ولا فی سنة رسول الله صلی الله عليه وسلم فاقض بما قضی به الصالحون الحدیث نسائی شریف جز ثانی صفحہ ۲۶۵ (نوٹ) اس حدیث کی سند میں تمام راوی ثقہ ہیں۔

فرمان کے مطابق فیصلہ دے۔ اگر معاملہ ایسا ہے کہ اس کا فیصلہ قرآن کریم اور رسول اللہ ﷺ کے ارشادات میں نہ پائے تو صالحین امت کے مطابق اس معاملے کا فیصلہ کرے۔''

مذکورہ حدیث شریف سے پتہ چلا کہ جس طرح قرآن وحدیث کی شہادت قبول ہے اسی طرح اولیاء امت کی شہادت بھی دنیا اور آخرت میں مقبول ہے۔ ان تینوں میں سے کسی ایک کی بھی شہادت کو رد کرنا سراسر ناانصافی ہے۔

اب ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ جو معاملہ ہمیں درپیش ہے (یعنی کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا بھی ہمارا مددگار، کارساز ہے یا نہیں) اس کے بارے میں مذکورہ تینوں شاہد قرآن، حدیث اور اولیاء امت اثبات میں جواب دیتے ہیں یا نفی میں؟

شاہد اوّل...... قرآن کی شہادت

ارشادِ ربانی ہے:

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا۔ (پارہ:۸، المائدہ:۵۵)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اور اولیاء تمہارے مددگار کارساز ہیں۔''

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی کارسازی بالاصالت ہے۔ رسول اکرم ﷺ اور اولیاء کا مددگار ہونا بالنیابت ہے۔ آیت مبارکہ میں ترتیب اس پر شاہد ہے کہ اولیاء کرام رسول اللہ ﷺ کے نائب ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں۔

لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کسی کے نائب نہیں۔ وہ اصلی اور حقیقی کارساز ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اکرم ﷺ اور اولیاء کرام کی کارسازی غیر خدا کی کارسازی نہیں بلکہ مددگاری، فریادرسی، کارسازی میں تینوں کا ایک ہی حکم ہے۔

گھر کی گواہی

محمد بن عبداللہ غزنوی غیر مقلد وہابی تفسیر جامع البیان کے حاشیہ میں لکھتا ہے:

مذکورہ بالا آیت میں لفظ وَلِيُّكُمْ ہے اور اَوْلِيَاءُ كُمْ نہیں اس کی وجہ یہ ہے:

لَمْ يَقُلْ اَوْلِيَاءُ اِشَارَةً اِلٰى اَنَّ الْمَجْمُوْعَ فِيْ حُكْمٍ وَّاحِدٍ وَاِلَى التَّنْبِيْهِ عَلٰى اَنَّ الْوِلَايَةَ عَلَى الْاِصَالَةِ لِلّٰهِ تَعَالٰى وَلِلْبَاقِيْنَ تَبَعٌ۔ (۱)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے وَلِيُّكُمْ کی بجائے اَوْلِيَاءُ كُمْ نہیں فرمایا اس لیے کہ مجموعہ مذکورہ یعنی اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ اور اولیاء از روئے مددگاری، کارسازی، فریادرسی کے ایک کا ہی حکم رکھتے ہیں اور اس میں یہ بھی تنبیہ ہے کہ ولایت اللہ تعالیٰ کے لیے بالاصالت ہے اور دوسروں کے لیے بالتبع۔''

اس مذکورہ تقریر سے یہ بات روزِ روشن کی طرح ظاہر ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور اولیاء کی کارسازی، فریادرسی، مشکل کشائی کو غیر خدا کی کارسازی یا فریادرسی یا مشکل کشائی قرار دینا سائل کی جہالت ہے۔

شاہد دوم: حدیث شریف کی شہادت

ان للہ تعالیٰ عبادًا اختصھم بحوائج الناس یفزع الناس الیھم فی حوائجھم (۲) (طب) عن ابن عمر

---

(۱) تفسیر جامع البیان حاشیہ ۹۰ صفحہ ۱۷۱ جزاول

(۲) الجامع الصغیر صفحہ ۱/ ۹۳

ان للہ تعالیٰ عباداً الحدیث: اس حدیث کو ابن عدی نے حسن قرار دیا ہے۔ مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۱۹۲ اور اس حدیث کو ابن ابی الدنیا نے کتب الاصطناع میں حسن رضی اللہ عنہ سے مرسلاً روایت کیا ہے، الترغیب والترہیب جلد ۳ صفحہ ۲۶۲۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

رضی اللہ عنہما۔

ترجمہ: ''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی حاجت روائی کا منصب عطا فرمایا ہے۔ لوگ اپنی حاجت روائی کے لیے ان کی طرف رجوع کرتے ہیں۔''

یہ حدیث طبرانی شریف میں ہے اور حافظ الحدیث امام جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو سند کے اعتبار سے حسن کا درجہ دیا ہے۔

اولیاء اللہ دینی اور دنیوی نعمتوں کے خزانے ہیں

محدث عبدالروف منادی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

خَصَّهُمْ بِالنِّيَابَةِ عَنْهُ فِيْ خَلْقِهٖ وَ جَعَلَهُمْ خَزَائِنَ نِعَمِهِ الدِّيْنِيَّةِ وَالدُّنْيَوِيَّةِ لِيُنْفِقُوْا عَلَى الْمُحْتَاجِيْنَ۔ (۱)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی مخلوق میں اپنے نائب کیا ہے اور ان کو اپنی دینی اور دنیوی نعمتوں کے خزانے بنایا ہے تاکہ وہ ان خزانوں کو محتاجوں پر صرف کریں۔''

جب حدیث پاک سے ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض بندوں کو مخلوق کی حاجت روائی کا منصب عطا کیا ہے۔ یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ حاجت روائی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) نوٹ: حسن رضی اللہ عنہ سے مراد حسن بصری ہیں جو کہ تابعین میں سے ہیں اور امام ابوحنیفہ و مالک رضی اللہ عنہما کے نزدیک مرسل روایت مطلقاً مقبول ہے۔ مقدمہ مشکوۃ للشیخ عبدالحق محدث دہلوی) اور ابوالشیخ ابن حبان نے اس حدیث کو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کشف الخفاء ۲:۱ صفحہ ۲۹۳ اور مسند الشہاب میں امام ابوعبداللہ القضاعی نے اس حدیث کو متعدد طرق سے روایت کیا ہے۔ مسند الشہاب جلد ۲ صفحہ ۱۱۷-۱۱۸۔

(۱) فیض القدیر جلد ۲ صفحہ ۴۷۷

کے تمام لوازمات سے بھی وہ مقبول بندے متصف ہیں۔ کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ حاجت روائی کے تمام لوازمات حاجت روا کو عطا فرمائے بغیر اُسے اِس منصب پر مقرر فرما دے تو یہ تکلیف مالا یطاق ہوگی جس سے اللہ تعالیٰ بلند اور برتر ہے۔

حاجت روائی کے لوازمات

حاجت روا کے لیے ضروری ہے۔

1. کہ وہ دور و نزدیک، حیات اور بعد از وفات ہر حالت میں برابر سنے۔
2. کہ وہ ہر فریادی کی زبان کو سمجھے۔ کیونکہ وہ مخلوق کا حاجت روا ہے اور مخلوق کی مختلف زبانیں ہیں۔
3. کہ وہ (حاجت روا) ہر وقت ہر ایک محتاج کی سنے۔
4. کہ وہ ہر وقت اپنے منصب (حاجت روائی) پر قائم اور دائم ہو نیند یا اونگھ اُسے محتاجوں سے غافل نہ کرے۔ جیسا کہ سرورِ انبیاء، علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام خود فرماتے ہیں۔

تنام عَيْنِي وَلا ينام قَلْبِي۔(1)

’’یعنی میری آنکھ سوتی ہے میرا قلب نہیں سوتا۔‘‘

اس کی بھی یہ وجہ ہے کہ آپ ﷺ تمام مخلوق کے ماویٰ اور مرجع ہیں۔ ولی بھی اپنے نبی ﷺ کا کامل طور پر متبع ہونے کی وجہ سے اپنے نبی ﷺ کا نائب ہے۔

5. کہ وہ اس بات کا محتاج نہ ہو کہ سائل زبان سے ہی اپنی حاجت پیش کرے بلکہ جس طرح اللہ تعالیٰ اس بات کا محتاج نہیں کہ سائل زبانی ہی عرض کرے تو سنتا ہے بلکہ دل کی بات بھی سنتا ہے۔ یہ ہی وصف اس کے نائبوں کو ازروئے نیابت حاصل ہونا چاہیے ورنہ تو وہ بعض کا حاجت روا ہوگا اور

(1) بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۰۴ مطبوعہ نور محمد، کراچی۔

بعض کا نہ ہوگا۔ لیکن اس بات کو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما والی حدیث رد کرتی ہے کیونکہ اس میں ہے کہ ان مقبول بندوں کو اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کی حاجت روائی پر مقرر فرمایا ہے۔ لوگوں میں ہر قسم کے انسان ہیں گونگے اور بولنے والے بھی۔

یہاں تک سوال کی پانچ شکلوں کا جواب ہو گیا ہے۔ اب صرف اتنا باقی ہے کہ جو پانچ باتیں لوازمات مشکل کشائی ہیں اور ان کے بغیر حاجت روا اپنے فرض منصبی کو نہیں نبھا سکتا۔ کیا از روئے قرآن مجید یا حدیث شریف یا اکابرین امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے ان تمام باتوں کا ان نائبوں کو ملنا ثابت ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی حاجت روائی پر معین ومقرر فرمایا ہے۔

حدیث شریف کی شہادت

مَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى أَحْبَبْتُهُ فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا ۔ (۱)

ترجمہ: ”میرا بندہ نوافل سے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کی قوت سامعہ بن جاتا ہے۔ جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہوتا ہوں

(۱) مشکوۃ شریف صفحہ ۱۹۷

جس سے وہ چلتا ہے۔"

"یہ حدیث قدسی ہے۔"

اس حدیث مبارکہ پر ہم زیادہ حاشیہ آرائی نہیں کرتے صرف اتنا اشارہ ہی کافی ہے کہ جس انسان کے کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں خدائی قدرت ہوں اس کی طاقت کا اندازہ کوئی نہیں کرسکتا کیونکہ خدائی قدرت کی کوئی انتہا ہے ہی نہیں۔

امام رازی کا فرمان

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَلْعَبْدُ اِذَا وَاظَبَ عَلَى الطَّاعَاتِ بَلَغَ اِلَى الْمَقَامِ الَّذِیْ یَقُوْلُ اللّٰهُ کُنْتُ لَهٗ سَمْعًا وَ بَصَرًا فَاِذَا صَارَ نُوْرُ جَلَالِ اللّٰهِ سَمْعًا لَّهٗ سَمِعَ الْقَرِیْبَ وَالْبَعِیْدَ وَاِذَا صَارَ ذَالِكَ النُّوْرُ بَصَرًا لَّهٗ رَاَی الْقَرِیْبَ وَالْبَعِیْدَ وَ اِذَا صَارَ ذَالِكَ النُّوْرُ یَدًا لَّهٗ قَدَرَ عَلَى التَّصَرُّفِ فِی الصَّعْبِ وَالسَّهْلِ وَالْبَعِیْدِ وَالْقَرِیْبِ۔ (۱)

ترجمہ: "جب بندہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر ہمیشگی اختیار کرتا ہے تو وہ اس مقام کو پہنچ جاتا ہے جو اللہ نے فرمایا کہ میں اس کی سمع اور بصر ہوتا ہوں۔ سو جب اللہ کے جلال کا نور اس کی سمع بن جاتا ہے تو وہ بندہ قریب اور دور سے برابر سنتا ہے۔ جب یہ ہی نور اس کی بصر ہوجاتا ہے تو قریب اور دور سے برابر دیکھتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا یہ ہی نور اس کا ہاتھ ہوجاتا ہے تو وہ خشکی و تری میں قریب و بعید میں تصرف پر برابر قادر ہوتا ہے۔"

(۱) تفسیر کبیر ج ۲۱ صفحہ ۹۱

عبدالعزیز دباغ کا فرمان

عارف کامل عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''میں نے ایک ایسے ولی کو دیکھا جو بہت بڑے مرتبہ تک پہنچا ہوا تھا۔ چنانچہ اسے تمام مخلوقات جاندار اور بے جان وحوش و حشرات آسمان ستارے زمینیں اور جو کچھ زمینوں میں ہے سب کا مشاہدہ حاصل تھا اور تمام کرۂ عالم اس سے مدد لیتا تھا، وہ ایک لحظہ میں تمام کرۂ عالم کی آواز اور کلام کو سن لیتا تھا اور ہر ایک کو اس کی ضرورت اور مصلحت کی چیز عطا کرتا۔ بغیر اس کے کہ کوئی ایک اسے دوسرے سے روک رکھے بلکہ جہان کا اوپر کا حصہ اور نچلا حصہ اس کے لیے ایک جیسا تھے۔''(۱)

شاہ ولی اللہ کا فرمان

شاہ ولی اللہ دہلوی صاحب فرماتے ہیں:

اَلْکَمَالُ الْمُطْلَقُ عِبَارَۃٌ عَنْ مَّقَامِ وَلِیٍّ فِیْہِ یُعْطَی الْکَامِلُ حَقَائِقَ الْاَشْیَاءَ حَقَّھَا بِالتَّمَامِ وَالْکَمَالِ فَیَتَّصِفُ بِسَائِرِ صِفَاتِ الرَّبُوْبِیَّۃِ وَ بِجَمِیْعِ صِفَاتِ الْعُبُوْدِیَّۃِ فِیْ آنٍ وَّاحِدٍ۔(۲)

ترجمہ: ''کمال مطلق کو ولی اللہ کے اس مقام سے تعبیر کیا جاتا ہے جس میں ولی کامل کو تمام اشیاء کی حقیقت سے کامل طور پر آگاہی کی

(۱) کتاب الابریز عربی صفحہ ۲۶۲ خزینہ معارف صفحہ ۶۶۸

(۲) انفاس العارفین فارسی صفحہ ۱۵۱

جاتی ہے پس وہ ولی ایک ہی وقت میں ربوبیت اور عبودیت کی
تمام صفات سے متصف ہوتا ہے۔''

از روئے حدیث شریف اور اقوال بزرگاں سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ جس انسان کو اپنی مخلوق کی حاجت روائی، مشکل کشائی، فریاد رسی کا منصب عطا فرماتا ہے اسے اس منصب کے جمیع لوازمات بھی عطا کرتا ہے۔

چھٹا سوال: سائل کے سوال کی چھٹی شکل کا مفہوم

سائل صاحب کہتے ہیں کہ اگر تمام مشکلات اللہ تعالیٰ حل کرتا ہے تو غیر اللہ کی کیا حاجت؟ اگر تمام مشکلات غیر اللہ حل کرنے پر قادر ہے تو پھر اللہ کی کیا حاجت؟

جواب

ہم پوچھتے ہیں کہ سائل صاحب کیا تمہارے نزدیک اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کے پالنے والے ہیں یا نہیں۔ اگر جواب نفی ہے تو یہ بات قرآن کریم کے سراسر خلاف ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کا پالنے والا ہے تو اس عقیدے کے مطابق جب ہمارے کوئی بچہ پیدا ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کی پرورش پر ہی چھوڑ دینا چاہیے۔

بچے کو ماں اور باپ کی کیا حاجت؟ اگر پرورش ماں باپ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو سب کے پالنے والا ماننے کی کیا حاجت؟ اس بات کا جو جواب تم سوچو گے وہی جواب مشکل کشائی کے مسئلے کا سمجھ لینا۔

ساتواں سوال: سائل صاحب کے سوال کی ساتویں شکل:

کیا غیر اللہ مشکل کشاء تمام مشکلات حل کرنے پر قادر ہے یا بعض؟

جواب:

اس کا جواب وہ حدیث شریف جو ہم صدر[۱] کتاب میں تحریر کر آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے بعض مقبولان کو لوگوں کی حاجت روائی پر مقرر کیا ہوا ہے۔ لوگ اپنی حاجتوں میں ان مقبولان بارگاہِ ایزدی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ حدیث شریف میں بعض وکل کی کوئی تقسیم نہیں۔ وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَّشَآءُ۔

آٹھواں سوال: سائل کے سوال کی آٹھویں شکل:

کیا مشکل کشاء مشکل ڈالتا بھی ہے یا یہ صرف مشکل کشائی کرتا ہے اور ڈالنے والا کوئی اور ہے۔

جواب:

اللہ تعالیٰ کسی کو مشکل میں نہیں ڈالتا اور نہ ہی اس کا نائب کسی کو مشکل میں ڈالتا ہے کیونکہ جو مشکل کشا ہے وہ کسی کو مشکل میں کیوں ڈالے گا۔ مشکلات میں تو انسان خود بخود پھنستا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ ۔[۲]

ترجمہ: ''تم پر جو بھی مصیبت آتی ہے وہ تمہارے برے عملوں کے سبب آتی ہے۔''

اور فرماتا ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ؛[۳]

---

(۱) اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۸ پر ''شاہد دوم'' کے عنوان سے یہ حدیث شریف موجود ہے)

(۲) الشوریٰ، آیت: ۳۰

(۳) سورۃ حم السجدہ آیت نمبر ۴۶

ترجمہ: ''جو کوئی اچھا عمل کرتا ہے اس کا فائدہ اسی کی ذات کو ہے اور جو برائی کماتا ہے۔ اس کی عقوبت میں وہی پھنستا ہے۔''

ثابت ہوا کہ انسان اپنی بدعملی کی عقوبت میں خود پھنستا ہے۔ پھر عقوبت میں پھنسا ہوا انسان ان برگزیدہ ہستیوں کی طرف رجوع کرتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی مشکل کشائی پر مقرر فرمایا ہوا ہے۔ نہ تو اللہ تعالیٰ خود کسی پر مشکل ڈالتا ہے اور نہ ہی اس نے اپنے کسی مقبول بندے کو لوگوں پر مشکل ڈالنے پر مقرر کیا ہوا ہے۔

سائل کی بے شعوری اور نوویں سوال کا جواب

سائل کو اتنا شعور بھی نہیں کہ جو بت شکن ہیں وہ بت پرست کیسے ہو سکتے ہیں اور جو بت پرست ہیں وہ بت شکنی کیونکر کر سکتے ہیں۔ اس لیے جو مشکل کشا ہیں وہ مشکل ڈالنے والے کیونکر ہو سکتے ہیں اور جو مشکل ڈالے گا۔ وہ مشکل کشائی کیوں کرے گا۔ مشکل کشا کا کام تو مشکل کشائی کرنا ہے۔ مشکلات میں انسان خود پھنستے ہیں لیکن اتنا ضرور ہے کہ کائنات میں جو کچھ بھی ہوتا ہے۔ سب مشیت ایزدی کے تحت ہوتا ہے۔ ہماری اس تقریر میں اشتہار کے سوال کی شکل نمبر 9 کا جواب بھی ہو گیا۔

دسواں سوال: سائل کے سوال کی دسویں شکل

سائل کہتا ہے کہ اگر کسی کا جنازہ پڑھنا ہو تو بخشش کے لیے اللہ کو آواز دی جائے گی یا کسی مشکل کشا کو؟

جواب:

میں کہتا ہوں کہ شائع کرنے والے تدبر سے کچھ بھی کام لیتے تو اشتہار شائع کرنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔ سائل ذرا یہ بتائیے کہ مشکل کشائی کے مسئلہ کو بخشش کے مسئلہ سے کیا واسطہ؟

مشکل کشائی، فریاد رسی، حاجت روائی۔ اللہ تعالیٰ کی ایسی صفت ہے جس میں نیابت جاری ہے جیسا کہ صدر کتاب میں ہم قرآن وحدیث پیش کر آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بالاصالت مشکل کشا، فریادرس اور حاجت روا ہے اور اولیاء اللہ بالتبع ہیں لیکن شان غفاری تو خاصہ خداوندی ہے جس میں نیابت نہیں۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے:

مَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ

ترجمہ: ''کون ہے گناہ بخشنے والا سوائے اللہ تعالیٰ کے۔''

جس کام میں نیابت نہیں اس میں ایمان دار اصل کو ہی پکارے گا اور جس میں نیابت جاری ہے وہاں نائب کی طرف رجوع کرنا درست ہے، جس طرح ہم نے قرآن مجید سے ثابت کر دیا کہ شان غفاری خاصہ خداوندی ہے، لہٰذا کسی دوسرے کی طرف رجوع نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح اگر کوئی دوست قرآن وحدیث سے یہ ثابت کر دکھائے کہ مشکل کشائی فریاد رسی، حاجت روائی خاصہ خداوندی ہے اور یہ صفت از روئے نیابت کسی میں بھی نہیں پائی جاتی۔ ایسے صاحب کو ایک ہزار روپے نقد انعام دیا جائے گا۔

حَرَّرَہٗ

خَادِمُ الشَّرِیْعَةِ الْمُحَمَّدِیَّةِ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

محمد اللہ دتا

وسن پورہ، لاہور

۳ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

بمطابق ۱۱ نومبر ۱۹۸۰ء

اسلام کے بدترین دشمن

امام المناظرین مفسر قرآن
حضرت علامہ مولانا صوفی محمد اللہ دتا رحمۃ اللہ علیہ
نقشبندی، قادری، مجددی

ادارۂ اشاعت العلوم
جامع مسجد حنفیہ وسن پورہ لاہور

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

برادرانِ اسلام! اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اُمتِ محمدیہ ﷺ کا ایک امتیازی نشان بیان فرمایا ہے۔

کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ۔

(پارہ ۴ سورۃ آ عمران: ۱۱۰)

یعنی نبی کریم ﷺ کی امت کی یہ شان ہے کہ یہ لوگ بھلائی کی دعوت دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ نیک لوگوں کی اچھائی بیان کرنا ضروری ہے تاکہ لوگ اچھائی کی طرف راغب ہوں اور بروں کی برائی کرنا بھی ضروری ہے تاکہ عوام اس برائی سے متنفر ہوں۔ برائی و بھلائی کے درمیان امتیاز قائم رکھنے سے ہی اسلام کی بقاء ہے لیکن آج ظالموں نے برے اور بھلے میں امتیاز کرنے کو فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے کا نام دے رکھا ہے۔ مودودی جتھہ تو اس میں سب سے بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہا ہے۔

ہر فرقہ خلافِ اسلام نہیں ہے

حال ہی میں مودودی کی طرف سے ایک پمفلٹ شائع ہوا ہے جس کا نام ''فرقہ بندی خلافِ اسلام ہے'' رکھا گیا ہے، یہ پمفلٹ مودودی صاحب کی مسلمانوں سے بغض و عداوت کا ثبوت ہے، حالانکہ مودودی صاحب کو اتنا بھی علم نہیں کہ ہر فرقہ خلافِ اسلام نہیں۔ وہ فرقہ خلافِ اسلام ہے جس کے عقائد اور نظریات اسلام کے

منافی ہوں۔ بانیٔ اسلام اور والیٔ امت ﷺ نے فرمایا ہے کہ

تَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّ سَبْعِیْنَ مِلَّۃً فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَّاحِدَۃً۔

ترجمہ: ''میری امت (یعنی مسلمان کہلانے والوں) کے تہتر گروہ ہوں گے جن میں سے ایک جنتی اور باقی سب (ابدی) جہنمی ہوں گے۔'' (مشکوۃ شریف باب الاعتصام صفحہ ۳۰)

اور جنتی گروہ کی علامت یہ بیان فرمائی کہ

قَالَ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِیْ۔ (ایضاً)

ترجمہ: ''وہ لوگ میری اور میرے صحابہ کی راہ وروش پر ہوں گے۔''

معلوم ہوا کہ جنتی وہی انسان ہے جو اپنے اوپر جنتی گروہ سے وابستگی اور جہنمی فرقوں سے دوری لازم قرار دے۔ دوسرا مسئلہ یہ بھی ثابت ہو گیا کہ نبی ﷺ نے ایک گروہ کی تعریف فرمائی ہے اور باقی گروہوں کی مذمت کی کہ وہ جہنمی ہیں۔

کیا کوئی ابو جہل کی اولاد کا فرد یہ کہہ سکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے کا سبق دیا ہے۔ ان لوگوں کو اپنی آخرت کی بالکل فکر نہیں۔ صرف اقتدار کی فکر ہے۔ اگر اپنی آخرت کا فکر ہوتا تو نبی کریم ﷺ کی سنت کو فرقہ وارانہ منافر کہہ کر اسلام کے خلاف قرار نہ دیتے۔ یہ بات بھی یاد رکھیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کا حصر تہتر فرقوں میں فرمایا ہے کہ جو بھی کوئی مسلمان کہلانے والا ہو گا اس کا ان تہتر گروہوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ضرور تعلق ہو گا۔ ان تہتر گروہوں سے باہر کوئی مسلمان نہ ہو گا۔ اقتدار کے بھوکے لوگوں نے ووٹوں کی خاطر یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ ہمارا کسی بھی فرقے سے تعلق نہیں۔

پیر ۵ مارچ ۱۹۷۹ء کے روزنامہ امروز کے صفحہ اول پر (نام نہاد) قومی اتحاد کے سربراہ مفتی محمود کا بیان موجود ہے کہ ''میں خالص مسلمان ہوں کسی فرقے کے

مسلک سے تعلق نہیں رکھتا۔'' اقتدار کا نشہ اس کو کہتے ہیں کہ مفتی صاحب نے خود کو اُمت محمدیہ ﷺ سے ہی خارج کر لیا ہے کیونکہ جس طرح جہنمیوں کے بہتر ۷۲ فرقے ہیں اسی طرح جنتیوں کا بھی ایک فرقہ ہے جس کا مسلک نبی ﷺ اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی راہ وروش پر چلنا ہے۔ کیا (نام نہاد) اتحاد کا سربراہ یہ بتا سکتا ہے کہ جب اس کا کسی فرقہ کے مسلک سے کوئی تعلق ہی نہیں جنتیوں سے نہ جہنمیوں سے تو یہ خالص مسلمان کہاں سے آٹپکا۔

امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیاتِ ظاہرہ کے زمانہ میں بھی مسلمانوں کے دو گروہ تھے۔ ایک مؤمنین اور دوسرا منافقین۔ کلمہ طیبہ سب پڑھتے تھے، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کا سب کو اقرار تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے منافقوں کے متعلق فرمایا:

هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ۔

ترجمہ: ''وہ اسلام کے دشمن ہیں ان سے دور رہنا۔''

معلوم ہوا کہ فرقہ ناجیہ سے وابستگی اور منافقوں سے دور رہنا عین عبادت ہے۔ اس عبادت کو ظالم لوگ فرقہ پرستی کا نام دیئے ہوئے ہیں۔

اب مودودی صاحب کی سُنیئے!

مودودی صاحب لکھتے ہیں:

''اہل حدیث، حنفی، دیو بندی، بریلوی، شیعہ سنی یہ امتیں جہالت کی پیدا کی ہوئی ہیں۔'' (فرقہ بندی خلافِ اسلام ہے۔ صفحہ ۸ سطر آخری)

اس تحریر میں مودودی صاحب نے سنی حنفیوں کو دیگر گمراہ فرقوں کے ساتھ ملاتے ہوئے جہالت کی پیداوار کہا ہے۔ سوال: بقول مودودی صاحب کیا سنی واقعی جہالت کی پیداوار ہیں؟ جواب: ہرگز نہیں۔ اہلِ سنت کو جہالت کی پیداوار کہنا بجائے خود جہالت ہے اور ایسی جہالت کی توقع کسی ابوجہل سے ہی ہو سکتی ہے کیونکہ اہلِ سنت وہی کہلاتے ہیں جو سنتِ نبوی کے پیروکار ہیں۔ سنت کی پیروی کا حکم نبی کریم

ﷺ نے خود دیا ہے۔ فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ خُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ۔

ترجمہ: ''ایمان والو! تم میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔''

سُنّی کیسے بنتا ہے

ثابت ہوا کہ نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ کی پیروی سے سنی بنتا ہے۔ مودودی صاحب لکھتے ہیں کہ سنی جہالت کی پیداوار ہیں۔ اس کا صاف مطلب تو یہ ہوا کہ نبی ﷺ کی پیروی جہالت ہے۔ کیونکہ آپ کی پیروی سے ہی اہلِ سنت وجود میں آئے ہیں۔ ہم مودودی صاحب اور ان کے جتھہ سے پوچھتے ہیں کہ کیا نبی اللہ ﷺ کی پیروی جہالت ہوسکتی ہے؟ یا جس شخص کی پیروی جہالت ہو وہ نبی اللہ ہوسکتا ہے؟ یہ دونوں صورتیں ہی باطل ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کا قائل دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ دوسرا سوال: کیا جہالت کی پیداوار جاہل ہوں گے یا دانا؟ جواب: یقیناً جہالت جاہل ہی پیدا کرسکتی ہے۔ جہالت کا دانا پیدا کرنا تو ایسا ہے جیسے کتیا شیر جنے۔ کتیا کے بچے کا شیر ہونا تو بالکل باطل ہے۔ ثابت ہوا کہ جن کو مودودی صاحب جہالت کی پیداوار قرار دے رہے ہیں وہ سب مودودی کے نزدیک جاہل ہی ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مودودی صاحب نے جو زہر اگلا ہے اس کے چھینٹے کہاں تک پہنچتے ہیں۔ سنو! صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سب کے سب سنی، تابعین سب سنی، تبع تابعین سب سنی، ائمہ فقہا سب سنی، ائمہ محدثین سب سنی، اولیائے امت سب سنی ہیں بلکہ عامۃ المؤمنین بھی سب سنی ہیں کیونکہ اہلِ سنت کے سوا کوئی ایماندار ہے ہی نہیں۔

نبی ﷺ خود فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن کچھ لوگوں کے چہرے سفید ہوں گے اور کچھ کے سیاہ۔ سفید چہروں والے اہل سنت وجماعت ہیں اور سیاہ چہرے تمام نو پیدا گمراہ فرقوں کے ہوں گے۔ معلوم ہوا کہ مذہب حقہ اہل سنت وجماعت ہی ایماندار اور جنتی ہے مجھے تو حیرانگی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی جیسا کھلم کھلا کافر بھی یہ

یقین رکھتا تھا کہ اہلِ سنت ہی ایماندار اور ناجی ہیں۔ اسی بناء پر اُس نے اپنی کتابوں میں بڑے زور وشور سے لکھا کہ میں اہل سنت سے ہوں۔ میرا کوئی عقیدہ اہل سنت کے خلاف نہیں ہے۔ لیکن پوری امت میں مودودی صاحب کا ہی یہ نظریہ ہے کہ سنی جہالت کی پیداوار ہیں۔ اس سے یہ بات تو اچھی طرح ثابت ہوگئی کہ مودودی اور جتھہ مودودیہ اہل سنت ہرگز نہیں ہیں لہٰذا اہل سنت کو ان سے ہوشیار رہنا چاہیے۔

تاریخ فرقہ مودودیہ

فرقہ مودودیہ ایک نو پیداوار اہل سنت سے خارج فرقہ ہے۔ جو ۱۹۴۱ء میں پیدا ہوا ہے۔ گویا کہ فرقہ مودودیہ کی عمر صرف ۳۸ سال ہے۔ مودودی صاحب خود فرقہ بندی کے مرتکب ہونے کے باوجود فرقہ بندی کو اسلام کے خلاف قرار دے کر سب کو ایک ہو جانے کی دعوت دیتے ہیں۔ لیکن یاد رکھیے! مومن اور منافق ہرگز ایک نہیں ہو سکتے۔ اگر کبھی دھوکے سے اکٹھے ہو بھی جائیں تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے پھر علیحدہ علیحدہ کر دے گا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا دستور ہے:

يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۗ (آل عمران: ۱۷۹)

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ خبیثوں اور پاکوں کو ملے جلے نہیں رہنے دیتا، بلکہ علیحدہ علیحدہ کر دیتا ہے۔“

مسلمانو! یاد رکھو! جن کو اللہ تعالیٰ اکٹھا نہ ہونے دے انہیں کوئی طاقت اکٹھا نہیں کر سکتی ملک رہے یا نہ رہے۔

وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا ○

خدا کو کیا پرواہ ہے کوئی ملک رہے یا نہ رہے۔ اس کا دستور نہیں بدلتا۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکتہ مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں

ایمان کے حقیقی و واقعی ہونے کو دو باتیں ضرور ہیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو تمام جہان پر تقدیم، تو اس کی آزمائش کا یہ صریح طریقہ ہے کہ تم کو جن لوگوں سے کیسی ہی تعظیم، کتنی ہی عقیدت، کتنی ہی دوستی، کیسی ہی محبت کا علاقہ ہو، جیسے تمہارے باپ، تمہارے اُستاد، تمہارے پیر، تمہاری اولاد، تمہارے بھائی، تمہارے احباب، تمہارے بڑے، تمہارے اصحاب، تمہارے مولوی، تمہارے حافظ، تمہارے مفتی، تمہارے واعظ وغیرہ وغیرہ کے باشد، جب وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں گستاخی کریں اصلاً تمہارے قلب میں ان کی عظمت، ان کی محبت کا نام و نشان نہ رہے فوراً ان سے الگ ہو جاؤ، ان کو دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو، ان کی صورت، ان کے نام سے نفرت کھاؤ، پھر نہ تم اپنے رشتے علاقے، دوستی، اُلفت کا پاس کرو نہ اس کی مولویت، مشیخت، بزرگی، فضیلت کو خطرے میں لاؤ کہ آخر یہ جو کچھ تھا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی غلامی کی بنا پر تھا جب یہ شخص ان ہی کی شان میں گستاخ ہوا پھر ہمیں اس سے کیا علاقہ رہا؟ اس کے جبّے عمامے پر کیا جائیں، کیا بہتیرے یہودی جُبّے نہیں پہنتے؟ عمامے نہیں باندھتے؟ اس کے نام و علم و ظاہری فضل کو لے کر کیا کریں؟ کیا بہتیرے پادری، بکثرت فلسفی بڑے بڑے علوم و فنون نہیں جانتے اور اگر یہ نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل تم نے اس کی بات بنائی چاہی اس نے حضورؐ سے گستاخی کی اور تم نے اس سے دوستی نباہی یا اسے ہر بُرے سے بدتر بُرا نہ جانا یا اسے بُرا کہنے پر بُرا مانا یا اسی قدر کہ تم نے اس امر میں بے پروائی منائی یا تمہارے دل میں اس کی طرف سے سخت نفرت نہ آئی تو لِلّٰہ اب تم ہی انصاف کرلو کہ تم ایمان کے امتحان میں کہاں پاس ہوئے۔ قرآن و حدیث نے جس پر حصولِ ایمان کا مدار رکھا تھا اس سے کتنی دُور نکل گئے۔ مسلمانو! کیا جس کے دل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہوگی وہ ان کے بدگو کی وقعت کر سکے گا اگرچہ اس کا پیر یا اُستاد یا پدر ہی کیوں نہ ہو، کیا جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہان سے زیادہ پیارے ہوں وہ ان کے گستاخ سے فوراً سخت شدید نفرت نہ کرے گا اگرچہ اس کا دوست یا برادر یا پسر ہی کیوں نہ ہو، واللہ اپنے حال پر رحم کرو۔

(تمہید ایمان ص ۶-۷ مطبوعہ لاہور)

ادارہ اشاعت العلوم

وسن پورہ لاہور